رجسٹرڈ انگلشیہ ( )

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ...... ؎
سہ ماہی ...... ؏

شرح چندہ
سالانہ ...... ے
ششماہی ...... ؎
سہ ماہی ...... ؏

قیمت پرانا پرچہ (۴؍)

قیمت فی پرچہ (۲؍)

جلد (۲) | ۲۶ ؍ آذر ۱۳۵۲ ف | ۲۰ ؍ شوال ۱۳۶۱ھ | ۳۱ ؍ اکٹوبر ۱۹۴۲ء شنبہ | نمبر (۲۹)

ہندوستان کا سیاسی تعطل

اقتدار کس کو منتقل کیا جائے

ایک متبادل اسکیم

وزیر ہند کے اس اعلان کے بعد کہ قانون حکومت ہند بابتہ ۱۹۳۵ء کے چوکھٹے کے اندر مناسب و موزوں ترمیمات پر غور کرنے کے لئے ہز مجسٹی کی حکومت تیار ہے ہندوستان کی سیاسی دنیا میں کوئی نمایاں ترقی نہیں ہوئی۔ ہندوستان سے ایک وسیع النظر پالیسی اختیار کرنے کے مشورے دئے گئے۔ ان مشوروں سے قدرتی طور پر ہندوستان میں بہت دلچسپی لی گئی لیکن ان سے مفید نتائج مترتب ہونے کی بہت کم لوگوں کو توقع ہے۔

حالات کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان اور برطانیہ کے معاملہ میں اقوام متحدہ مداخلت کرنے یا برطانیہ پر دباؤ ڈالنے کے لئے تیار نہیں۔ ہندوستان کے مسئلہ کی نسبت حکومت برطانیہ نے اپنا نقطۂ نظر متعین کرلیا ہے اور پارلیمنٹ بالکلیہ حکومت برطانیہ کی تائید کیا ہے۔ اگر حکومت کی پالیسی میں کوئی تغیر ہوسکتا ہے تو صرف اس صورت میں کہ خود برطانیہ عظمیٰ کی رائے عامہ حکومت پر دباؤ ڈالے۔

انگلستان کا کوئی مکتب خیال ان تدابیر میں کوئی ترمیم پیدا کرنا نہیں چاہتا جو ہندوستان کے ہنگاموں کا مقابلہ کرنے کے لئے اختیار کی جارہی ہیں۔ ایسے لوگ بھی جو تدبر، دوراندیشی اور قومی مصلحت کی بنا پر ہندوستان سے مجبوراً کرنے کی تلقین کرتے رہے ہیں ایسا کوئی تغیر نہیں چاہتے جو امن و اتحاد اور داخلی خطرے کا مقابلہ کرنے کی قوت میں اضافہ کرنے کے بجائے داخلی ہنگاموں کا باعث ہو۔ اس امر سے قطع نظر کہ ارباب اقتدار برطانیہ ہندوستان کے ہاتھ دوران جنگ میں اقتدار منتقل کرنے آمادہ نہیں خود ہندوستان کی سیاسی جماعتوں میں کوئی اتفاق نہیں۔ سوال یہ ہے کہ اقتدار کس کو منتقل کیا جائے۔ اگر حکومت برطانیہ اپنی پالیسی بدل بھی دے اور کامل یا جزوی اقتدار منتقل کرنے کا فیصلہ بھی کرے تو اس امر کی ضرورت ہے کہ ہندوستان امن و اتحاد کے ساتھ اقتدار حاصل کرنے کے لئے تیار رہے اور بلا مزاحمت مساعی جنگ کو کامیابی تک جاری رکھنے کے لئے آمادہ ہوجائے۔ کیا آج ہندوستان اس کے لئے تیار ہے؟

پاکستان

مسٹر جناح نے جو سمجھوتے کے ایک اہم فریق ہیں یہ واضح کردیا ہے کہ سیاسی یا دستوری ترقی کی شرط مقدم یہ ہے کہ تمام متعلقہ جماعتیں یہ وعدہ کریں کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی نمایاں اکثریت ہے وہاں خود مختار مملکتیں قائم کی جائیں گی۔ آئینی کی طرح ابھی تک ہم ہندوستانی سیاست کے اسی نقطہ پر آگئے ہیں جس کو اختصار کی خاطر پاکستان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس نقطہ پر پبلک اور خانگی گفتگو بے نتیجہ رہی۔ ابھی بمبئی میں ایک گفتگو شروع ہوئی ہے۔ گفتگو کرنے والوں کا خیال ہے کہ اس سے ایک متبادل اسکیم وجود میں آئے گی جو پاکستان کی جگہ قابل قبول ہوسکے گی۔ یہ گفتگو اس مفروضہ پر مبنی تھی کہ داخلی سیاسی اتحاد وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس سے کم از کم ایک اعتراض رفع ہوجائے گا جو برطانیہ کے ارباب حل و عقد پیش کرتے ہیں۔ کچھ عرصے تک یہ گفتگو کانگریس کے حلقوں کی نسبت ہوتی رہی۔ یہ رائے ظاہر کی گئی کہ کانگریس مسلم لیگ کے نقطہ نظر کو قبول کرنے کی طرف مائل تھی۔ اس خیال کا بھی اظہار کیا گیا کہ کانگریس کو ایک قدم آگے بڑھ کر مولانا ابوالکلام آزاد کے پیشکش کو روبہ عمل لانا اور مسلم لیگ سے گفت و شنید کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دینی چاہئے تھی۔ اس کا یہ جواب دیا گیا کہ کانگریس ایسا ہی کرنا چاہتی تھی اور وہ مسلم لیگ کے صدر کو ایک خط روانہ کرنے والی تھی کہ کانگریسی لیڈر گرفتار کرلئے گئے۔

اب جب کہ کانگریس میدان میں نہیں ہے کیا لیگ کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ تعطل کو دور کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ لیگ نے موجودہ تحریک کی مخالفت نہیں کی بلکہ اس سے اپنے آپ کو الگ رکھا اور ایک عارضی حکومت میں چند شرائط کے ساتھ شریک ہونے پر آمادگی ظاہر کی۔ مہاسبھا کیا کر رہی ہے؟ وہ آزاد ہے اور تعطل کو دور کرنے میں مدد دے سکتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ مہاسبھا نے سمجھوتہ کی کوشش کی تھی لیکن نتیجہ امید افزا ثابت نہیں ہوا۔ اب کیا کرنا چاہئے جاملی کہ قوم پرست مسلمانوں کو جن پر ان کے فرقہ اور ملک کی جانب سے ایک ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ قوم پرست مسلمانوں کے ایک ترجمان نے اس کا حسب ذیل جواب دیا۔

بقیہ ملاحظہ صفحہ (۱۳)

ہفتہ وار

مملکت

جلد (۲)	۲۶ آذر ۱۳۵۲ف شنبہ	نمبر (۲۹)

ارباب مقتدر کا ایک مباحثہ

ماہ آبان کے رسالہ "معلومات حیدرآباد" میں "ملک محروسہ میں تنظیم دیہی" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی حال میں مرکزی مجلس تنظیم دیہی کا ایک جلسہ نواب صدر اعظم بہادر کی صدارت میں منعقد ہوا تھا۔ اب تک حکومت کی جانب سے کسی محکمے کی کارگزاری کی نسبت جو تبصرے عوام کے علم و اطلاع میں لائے جاتے تھے وہ ایک متفقہ اظہار رائے یا خیالوں کی شکل رکھتے تھے لیکن "معلومات حیدرآباد" کے اس مضمون میں حکومت کے تبصرہ کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ چنانچہ نواب صدر اعظم بہادر، آنریبل صدر المہام فینانس، آنریبل صدر المہام مال کی رائیں علحدہ علحدہ درج کی گئی ہیں۔ اس تبصرہ میں قدیم روش کے خلاف ایک نئی بات یہ پیدا کی گئی ہے کہ ہر صدر المہام کے خیالات علحدہ ظاہر کئے گئے ہیں۔ اس کی شکل محض تبصرہ کی نہیں ہے بلکہ اس کو مرکزی تنظیم دیہی کے مباحثہ کی ایک روئداد کہنا چاہئے۔ ایسی روئدادوں کی اشاعت سے حکومت کا یہ منشاء ظاہر ہوتا ہے کہ کسی سررشتہ یا شعبہ کی کارگزاری پر تعمیری نقطۂ نظر سے تنقید و تبصرہ کا دروازہ کھول دیا جائے۔ چنانچہ معتمد صاحب مجلس تنظیم دیہی کی رپورٹ پر نواب صدر اعظم بہادر نے یہ خیال ظاہر فرمایا کہ "بہ حیثیت مجموعی بدوران سال زیر تبصرہ اس تحریک کی رفتار توقعات سے مقابلۃً کم تھی۔ ...... ترقی کی رفتار بہت زیادہ جاذب توجہ نہیں اس لئے ان لوگوں کے جوش و خروش کی کمی کا اظہار ہوتا ہے جن سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ مواضعات میں اس تحریک کو تقویت دیں گے۔" اس مباحثہ کی روئداد میں تعمیری تنقید اور تبصرے کے اچھے نمونے شائع ہوئے ہیں مثلاً یہ واضح کیا گیا ہے کہ (۱) مویشیوں کی اصلاحات پر اس سال کافی توجہ نہیں ہوئی (۲) اس سال کاشتکاروں کے لئے جو بہتر کھاد فراہم کی گئی وہ بہ نسبت گزشتہ سال کے زیادہ ہی (۳) گوداموں کی حالت بھی اطمینان بخش رہی وغیرہ۔

آنریبل صدر المہام فینانس نے معتمد صاحب مجلس تنظیم دیہی کے ان خیالات کی تائید کرتے ہوئے کہ اب وہ منزل آگئی ہے جہاں دیہی تنظیم کی تحریک سے دیہی آبادی کو روشناس کرایا جائے یہ خیال ظاہر فرمایا کہ دیہی علاقوں میں سڑکوں کی تعمیر سے مارکٹنگ میں سہولت پیدا کی جائے، صنعتی ٹرسٹ فنڈ کے مماثل ایک زرعی ٹرسٹ فنڈ کا قیام عمل میں لایا جائے۔ اور آنریبل صدر المہام مال نے یہ رائے ظاہر فرمائی کہ یہ مقصد اُن قوانین سے فائدہ اٹھا کر بھی حاصل ہو سکتا ہے جن کے مطابق مجالس تنظیم دیہی کو آئینی پنچایتوں کی حیثیت اور اختیارات حاصل ہونگے۔

دستوری اصلاحات کا جوں جوں نفاذ ہوتا جائے گا نظم و نسق اور دوسرے امور پر بے شمار مباحثے شروع ہو جائیں گے اور ہر مباحثہ عوام کے علم و اطلاع میں لایا جائے گا تاکہ حکومت کے کاروبار سے عوام واقف ہو جائیں اور حکومت کو عوام کا اعتماد حاصل ہے۔ ہمارے خیال میں پبلک اہمیت رکھنے والے مسائل سے متعلق حکومت کے ذمہ دار اراکین کے شخصی خیالات کا اظہار جیسا کہ "معلومات حیدرآباد" کے اس مضمون سے ہوتا ہے فائدہ سے خالی نہیں۔ ایک طرف تو پبلک ان اعلیٰ ذمہ دار عہدہ داروں کی ذہنی صلاحیتوں سے روشناس ہو جائے گی اور دوسری طرف افواہوں کی اشاعت کا بھی سدباب ہو جائے گا۔

دیہی صنعتوں کی اہمیت

قطع نظر اس طریقہ کار کے جو "معلومات حیدرآباد" کے اس مضمون میں اختیار کیا گیا ہے دیہی تنظیم کا مسئلہ بجائے خود موجودہ حالات میں بہت زیادہ قابل توجہ ہے۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ ہندوستان دیہات کا ملک ہے۔ ساری دنیا کے صنعتی ہو جانے کے بعد بھی کچھ تو جغرافی حالات نے اور کچھ ہندوستانیوں کی عمومی نفسیات نے ہندوستان کی دیہی آبادیوں کو مختلف طریقوں سے محفوظ رکھا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ گزشتہ سو سال میں بیرونی صنعتی تسلط نے ہندوستانی دیہاتوں کو مختلف طریقوں سے کمزور کر دیا تھا اور اس کے معاشی اثرات یہ مترتب ہوئے کہ دیہی صنعتیں تباہ ہو گئیں اور غیر زرعی ضروریات کے لئے دیہاتیوں کو شہروں اور بیرونی صنعتوں کا دست نگر ہونا پڑا جس کا اثر ملک کے مجموعی افلاس میں رونما ہوا۔ اس افلاس نے اپنے ساتھ جہالت اور خرافات پرستی کو بھی دستیاب کیا۔ یہی وجہ ہے کہ نئی چیزیں اور نئے خیالات دشواری سے دیہی علاقوں میں مقبول ہوتے ہیں اور بہت غلط فہمیاں پیدا کر سکتے ہیں۔

اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہمارے ملک کے دیہات کو جو ہماری قومی معاشیات کے طاقتور اجزا ہیں ہر طریقے سے خوشحال بنایا جائے۔ موجودہ غیر معمولی حالات میں یہ امر نہایت ضروری ہے کہ ملک کی خوشحالی پر زیادہ سے زیادہ توجہ مرکوز کی جائے۔ عوام کی طمانیت امن و سکون کی ضامن ہوگی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ پورے ملک کو ما بعد جنگ کے مہلک صنعتی اثرات کا مقابلہ کرنے کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے۔ بہرحال دیہی صنعتوں کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینے کے لئے حکومت کو اپنا لائحہ عمل فوری روبہ عمل لانا چاہئے۔ ملک کے کاشتکاروں کے لئے وہ ساری سہولتیں مہیا کی جانی چاہئیں جن کی بدولت ملک میں بہتر سے بہتر زرعی پیداوار بھی حاصل ہو اور کاشتکاروں کو درمیانی منافع گیروں کی دست برد سے بھی زیادہ سے زیادہ محفوظ رکھا جا سکے۔ ہمیں یقین ہے کہ حکومت کے پیش نظر جو وسیع پروگرام ہے وہ بہت جلد روبہ عمل لایا جائے گا۔

چند تجاویز

مجلس تنظیم دیہی کے مباحثے میں آنریبل صدر المہام فینانس نے بعض بڑی کام کی باتیں کہی ہیں۔ مباحثہ کی روئداد سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ:

"وہ اس خیال سے متفق ہیں کہ اب وہ منزل آگئی ہے کہ جہاں دیہی تنظیم کی تحریک سے دیہی آبادی کے وسیع تر حصوں کو روشناس کرایا جائے اور انھوں نے دیہی تنظیم کے تین پہلوؤں پر وسیع تر پیمانہ پر توجہ کرنے کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا جو حسب ذیل ہیں۔ (۱) دیہی سڑکیں تعمیر کرنے کی ضرورت تاکہ مواضعات کے باشندوں کے لئے مارکٹ تک پیداوار لانے کی زیادہ سہولتیں فراہم ہو سکیں (۲) مویشیوں کی اصلاح اور (۳) وسیع پیمانہ اور جامع پیمانے کے مطابق دیہی گھریلو صنعتوں کی ترقی تاکہ دیہی باشندوں کو اپنی آمدنی بڑھانے کے مواقع ملیں۔ انھوں نے یہ بھی سفارش کی کہ انڈسٹریل (صنعتی) ٹرسٹ فنڈ کے مماثل ایک اگریکلچرل (زرعی) ٹرسٹ فنڈ قائم کیا جائے تاکہ ملک کے زرعی وسائل کو ترقی دی جا سکے۔"

ہمارے ملک میں دیہی علاقوں سے منڈیوں تک زرعی پیداوار کو پہنچانے میں کاشتکاروں کو جن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان میں سب سے زیادہ دشواری یہ ہے کہ بعض خاص موسموں میں راستے اکثر بعض اوقات ناقابل عبور ہو جاتے ہیں۔ زرعی پیداوار کے حمل و نقل کے لئے سڑکوں کی عدم موجودگی اور راستوں کی خرابی کی وجہ سے اکثر گاڑیوں کے الٹ جانے کے حادثات پیش آتے ہیں اور منڈیوں تک پیداوار کو پہنچانے میں کافی دیر ہو جاتی ہے اور حمل و نقل کے مصارف بھی کسانوں کے لئے گراں ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے دیہات کو منڈیو

سے قریب تر کرنے اور دیہی علاقوں میں عہدہ داروں کے دوروں کو (تاکہ وہ دیہات کے انتظامات پر پوری نگرانی رکھ سکیں) کامیاب بنانے کے لئے سب سے بڑی چیز سڑکوں کی تعمیر ہے۔ اس کے بعد جیسا کہ مسٹر صدر المہام فینانس نے خیال ظاہر کیا ہے وہ مویشیوں کی اصلاح ہے۔ زرعی پیداوار کی توفیر میں مویشی کا بہت بڑا حصہ ہے۔ پیداوار کی نقل و حمل کے لئے بھی کاشتکاروں کو بہتر مویشیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان مشکلات کے دور ہو جانے کے بعد دیہاتیوں کو معاشی اعتبار سے خوش حال رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ایسی گھریلو صنعتوں کو فروغ دیا جائے جن کی کاشتکاروں کو فوری ضرورت پڑتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دیہی آبادی کو ایسے موسم میں جبکہ کاشتکاروں کو مصروفیت نہیں رہتی مختلف گھریلو صنعتوں میں مصروف کر دیا جا سکتا ہے۔ دیہی صنعتوں کو فروغ دینے کا عملی طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ دیہات کی صنعتی اشیاء کے معیار کو بڑھایا جائے اور دیہات کی ضروریات سے زیادہ جس قدر صنعتی پیداوار ہو اس کو حکومت خرید کر شہری علاقوں میں پہنچا دے۔ اگر حکومت دیہی گھریلو صنعتوں کے وسیع پیمانہ پر فروغ اور تنظیم کی جانب اپنی پوری توجہ مبذول کرے تو دیہاتیوں کو صنعتی کاروبار میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لینے کی ترغیب ہوگی۔ نئی نئی دیہی صنعتیں جو ترقی نہیں کر رہی ہیں اس کی وجہ زیادہ تر اسی قسم کی تائید کا فقدان ہے۔ ہم حکومت کو یہ رائے دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ گذشتہ ٹرسٹ فنڈ سے جس کی تحریک آنریبل صدر المہام فینانس نے کی ہے یہ کام بھی لیا جائے کہ دیہات کی گھریلو صنعتی اشیاء کو حکومت کی جانب سے وسیع پیمانہ پر خرید کر ان کی فروخت کا انتظام کیا جائے۔ گھریلو صنعتوں کو فروغ دینے اور دیہاتوں میں ان کو عام کرنے کے لئے ایک مستحکم عمل کی ترتیب ضروری ہے جس میں اس بات کا لحاظ رکھا جانا چاہئے کہ ان صنعتوں کی دیہاتوں سے اپنی زیادہ سے زیادہ مانگ ہو۔ تنظیم دیہی کا یہ پہلو ہمارے خیال میں دیہاتیوں کی بہت بڑی امداد کا باعث ہوگا۔

مجلس اتحاد المسلمین اور اصلاحات

چند روز قبل اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ مجلس اتحاد المسلمین کے ارکان آئینی مشاورتی کمیٹیوں اور مجلس وضع قوانین سے مستعفی ہو جائیں گے گو اس کے وجوہ ظاہر نہیں ہوئے تھے۔ اب اتحاد المسلمین کی مجلس شوریٰ کے جلسہ کی جو روئداد شائع ہوئی ہے اس سے اس فیصلہ کی وجہ ظاہر ہو رہی ہے۔ معتمد صاحب مجلس اتحاد المسلمین نے ایک سوال کے جواب میں بیان کیا ہے کہ "آئینی مشاورتی کمیٹیوں کے ارکان کی نامزدگی کے سلسلہ میں حکومت اور مجلس کے درمیان بعض اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ امر حکومت کو جاری ہوا تھا کہ وہ مقننہ کی تشکیل اور ترتیب کے ساتھ آئینی مشاورتی کمیٹیوں کے تقرر کو بھی ملتوی کی جائے

ان کمیٹیوں کے ارکان کی نسبت طے کیا گیا تھا کہ وہ معمولاً مقننہ کے ارکان ہی ہوں گے اور مجلس کو یقین تھا کہ جو تحفظات اس نے اعلان اصلاحات کے بعد حاصل کئے ہیں ان کے مد نظر نیز اس کے مد نظر بھی کہ مجلس ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے مقننہ کے ارکان میں مجلس ہی کی کامل نمائندگی ہوگی...... فینانس کی کمیٹی کے اعلان سے حکومت کا یہ رجحان ظاہر ہو گیا کہ حکومت ان مسلمانوں کو بھی مسلم عوام کا ترجمان تصور کرتی ہے جو مجلس سے باہر ہیں........ اس لئے مجلس نے طے کیا ہے کہ اگر مجلس کے ارکان کے علاوہ کسی اور کو بھی ان مشاورتی کمیٹیوں میں نامزد کیا گیا تو ملت اسلامیہ کے مفاد کے تحفظ کے مد نظر تعاون کے قابل نہ رہے گی۔"

اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجلس اتحاد المسلمین اس لئے اشتراک عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہے کہ آئینی مشاورتی کمیٹیوں میں مجلس کے ارکان کے علاوہ دوسرے افراد کو بھی نامزد کیا جا رہا ہے جو مجلس کے رکن نہیں ہیں۔ معتمد صاحب مجلس اتحاد المسلمین کا یہ خیال کہ "ان کمیٹیوں کے ارکان کی نسبت یہ طے کیا گیا تھا کہ وہ معمولاً مقننہ کے ارکان ہوں گے" ایک حد تک درست ہے لیکن اسکیم اصلاحات میں یہ بھی طے کیا گیا ہے کہ آئینی مشاورتی کمیٹیوں کے ارکان کے لئے یہ لازم نہ ہوگا کہ وہ مجلس مقننہ ہی کے رکن ہوں۔ ایسی صورت میں جبکہ مجلس مقننہ سرے سے وجود میں نہیں آئی اور اصلاحات تدریجاً نافذ کئے جا رہے ہوں تو ان کمیٹیوں کے لئے مقننہ سے نامزدگی کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ رہا دوسرا سوال کہ آئینی مشاورتی کمیٹیوں میں صرف مجلس اتحاد المسلمین کے ارکان ہی کو نامزد کیا جائے خود بحث طلب ہے۔ کیا کوئی حکومت مختلف مجالس اور کمیٹیوں میں نمائندگی کے حق کو کسی ایک سیاسی جماعت کے لئے مختص کر کے اس کو ملک کے دستور کا جزو بنا سکتی ہے اور دوسری جماعتوں اور افراد کو نمائندگی کے حق سے ہمیشہ کے لئے محروم کر سکتی ہے؟ ہمارے خیال میں اس سوال کا جواب نفی میں ملے گا۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جو جماعت جس قدر بڑی ہوگی اسی مناسبت سے وہ نمائندگی حاصل کرے گی لیکن دوسری جماعتوں یا افراد کو حق نمائندگی سے ہمیشہ کے لئے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ بعض حلقوں میں ہم نے یہ کہتے سنا ہے کہ اگر آئینی مشاورتی کمیٹیوں کے ارکان کو نامزد کرنے کے بجائے ان کا کھلا انتخاب کیا جائے تو بہت ممکن ہے کہ دوسری مسلم جماعتوں کے ارکان یا ایسے مسلم افراد بھی منتخب ہو سکیں جو کسی جماعت سے تعلق نہیں رکھتے۔ اس خیال کی تائید میں وہ اس واقعہ کو پیش کرتے ہیں کہ مجلس وضع قوانین کے لئے دو وکلاء کا جو حال میں انتخاب ہوا اس میں مجلس اتحاد المسلمین کی کوششوں کے باوجود ایک ایسے مسلم امیدوار کو کامیابی حاصل ہوئی جو مجلس اتحاد المسلمین کا رکن نہیں تھا۔ ان حلقوں کا یہ بھی استدلال ہے کہ اگر کوئی شخص اتحاد المسلمین کا کسی وجہ سے رکن نہ ہو تو اس کو اسلام کے دائرہ سے خارج سمجھنا یا مسلم مفاد کا مخالف تصور کرنا ایک زیادتی ہے۔ برطانوی

ہند کی مجالس مقننہ کے انتخابات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اکثر افراد جو کسی جماعت سے تعلق نہیں رکھتے آزادانہ ٹکٹ پر منتخب ہو کر آتے ہیں اور اپنے فرائض کی کسی نہ کسی طرح خدمت کرتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں ایسے مسلم افراد موجود ہیں جو کسی جماعت سے تعلق نہیں رکھتے لیکن جن کی قابلیت مسلمہ ہے اور جن کے مشورے ملک کے لئے مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم سر لائق علی کا نام پیش کرتے ہیں جن کو فینانس کی مشاورتی کمیٹی کے لئے نامزد کیا گیا ہے۔ صاحب موصوف کا کسی جماعت سے تعلق نہیں لیکن ان کو جو صنعتی اور کاروباری تجربہ حاصل ہے اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ بہت ممکن ہے ایسے افراد سیاسیات میں آنا پسند نہ کرتے ہوں اور صرف ملک کے معاشی مسائل سے دلچسپی رکھتے ہوں۔ اور ایسے مشورے دے سکتے ہوں جو ملک کے مفاد کے لئے مفید ثابت ہوں۔ ایسے قابل افراد کے مشورہ اور خدمات سے استفادہ کرنا نہ صرف حکومت بلکہ سیاسی جماعتوں کا بھی فرض ہونا چاہئے۔ اس نقطۂ نظر سے اگر دیکھا جائے تو کسی ایک جماعت کو نمائندگی کا حق دینا اور دوسری جماعتوں یا ایسے افراد کو جو کسی جماعت سے تعلق نہیں رکھتے نمائندگی کے حق سے ہمیشہ کے لئے محروم رکھنا ملک کے بہترین مفاد کے لئے مضر ہوگا۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مجلس اتحاد المسلمین مسلمانوں کی بڑی جماعت ہے مگر ہم مجلس کے اس ادعا کی تائید نہیں کر سکتے کہ اس کے ارکان کے سوا دوسرے افراد یا جماعتوں کو ہمیشہ کے لئے نمائندگی سے محروم کر دیا جائے۔ ہم مجلس کے ارباب حل و عقد سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ عملی نقطۂ نظر اور سمجھوتہ کی اسپرٹ میں کام کریں اور کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے مسئلہ کے ان سارے پہلوؤں پر غور کریں۔ ایسی صورت میں جبکہ ایسے افراد کو جو مجلس کے رکن نہیں ہیں بجائے انتخاب کے ذریعہ آئینی مشاورتی کمیٹیوں میں آنے کا موقعہ حاصل نہیں ہے مجلس کا یہ فرض ہے کہ وہ رواداری کو ملحوظ رکھے۔ ہمیں توقع ہے کہ حکومت اور مجلس کے مابین جو اختلافات پیدا ہو گئے ہیں وہ بہت جلد رفع ہو جائیں گے۔

ممالک محروسہ میں پاور الکوحل کی تیاری

گذشتہ سال مجموعی پیداوار کی مقدار ۳ لاکھ گیلن تھی۔

ممالک محروسہ سرکار عالی باعتبار ہندوستان کے ان چند صوبوں اور ریاستوں میں ہے جہاں پٹرول کے بجائے موٹروں میں استعمال کرنے کے لئے پاور الکوحل تیار کرنے کا تجربہ کامیابی سے کیا جا رہا ہے۔ تین سال قبل جنگ شروع ہونے کے فوری بعد اس ضمن میں تجاویز مرتب کی گئی تھیں اور گذشتہ سال بودھن ضلع نظام آباد میں جب حکومت نے پاور الکوحل تیار کرنے کا کارخانہ قائم کیا تو یہ تجاویز روبعمل لائی گئیں اور پاور الکوحل کی تیاری شروع ہو گئی۔ اس کارخانے کے قیام و ضروری آلات کی فراہمی پر ۶ لاکھ روپے صرف ہوئے۔ یہ رقم حکومت سرکار عالی کے محفوظ صنعتی سرمایہ سے فراہم کی گئی جس کی حیثیت سینکنگ فنڈ کی ہے اور اس کارخانے کو چلانے کا کام حیدرآباد کنسٹرکشن کمپنی کے تفویض کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی حکومت نے قانون پاور الکوحل منظور کیا جس کے مطابق پٹرول اور پاور الکوحل کی آمیزش کو ضروری قرار دیا گیا۔ توقع ہے کہ یہ قانون عنقریب نافذ کیا جائے گا۔

گذشتہ موسم میں مجموعی پیداوار۔

یہ کارخانہ بودھن میں نظام کارخانہ شکر سازی کے قریب واقع ہے۔ اور اسی کارخانے سے پاور الکوحل بنانے کے لئے شیرہ حاصل کرتا ہے۔ گذشتہ سال الکوحل کی تیاری کا موسم بہت کامیاب رہا چنانچہ تین لاکھ گیلن پاور الکوحل تیار کیا گیا اور اسی کی تیاری میں (۵۰۰۰) ٹن شیرہ استعمال ہوا۔ اس کارخانہ کی بیش ترین مقدار پیداوار سالانہ (۶) لاکھ امپیریل گیلن سے زیادہ تک ہو سکتی ہے اور یہ پاور الکوحل (۹۹.۵) فی صد خالص ہوتی ہے۔ گذشتہ سال کے برعکس جب کہ کارخانہ میں صرف چھ مہینے کام ہوا تھا اکتوبر ۱۹۴۲ء سے تا اپریل ۱۹۴۳ء اس سال یہ توقع کی جاتی رہی ہے کہ کارخانہ تمام سال کام کرتا رہے گا۔

پاور الکوحل کی قیمت۔

گذشتہ سال کی مجموعی پیداوار میں سے (۳۰۰۰۰) گیلن پاور الکوحل فروخت ہو چکا ہے جس میں بیشتر حصہ نظام اسٹیٹ ریلوے اور سرکار عالی کی ریلوے نے خریدا ہے [illegible] گیلن ماہانہ خریدا ہے اور [illegible] گیلن ماہانہ خرید رہا ہے۔ اس کے علاوہ ممالک محروسہ میں پٹرول تقسیم کرنے والی بڑی کمپنیوں سے بھی پاور الکوحل کی خریداری کے متعلق تصفیہ کیا جا رہا ہے تاکہ اسے پٹرول سے آمیزش کر کے فروخت کیا جائے۔ لیکن ابھی یہ انتظام عمل میں نہیں آیا ہے۔ پٹرول کی قلت کے مدنظر پبلک کی سہولت کی خاطر یہ انتظام کیا گیا ہے کہ پٹرول فروشوں کے ذریعہ پاور الکوحل بھی فروخت کیا جائے اور پاور الکوحل حاصل کر کے پٹرول میں خود ملا سکیں۔ چنانچہ اس انتظام کے مطابق حیدرآباد اور [illegible] پٹرول خریدنے والوں کے لئے الکوحل خریدنے کے لئے خاص کوپن جاری کرتے ہیں جسے پیش کرنے پر پٹرول فروش سے پاور الکوحل حاصل کیا جا سکتا ہے۔

استعمال کنندوں کو مشورہ۔

حیدرآباد کنسٹرکشن کمپنی نے پاور الکوحل استعمال کرنے والوں کے لئے مفید ہدایات شائع کی ہیں جن میں صراحت کی گئی ہے کہ پاور الکوحل اور پٹرول کی آمیزش سے کیوں کر بہترین نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ ان ہدایات میں بتلایا گیا ہے کہ تین حصہ پٹرول میں ایک حصہ پاور الکوحل کی آمیزش سب سے بہتر ہے اور اس سے کاربوریٹر کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس آمیزش سے انجن بخوبی کام کرتا رہے گا، مشین کی زیادہ قوت پیدا ہو گی، فی گیلن کچھ زیادہ فاصلہ بھی طے ہو سکے گا اور انجن کو کسی طرح بھی نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہیں۔ جو لوگ اپنی موٹروں میں خالص پاور الکوحل استعمال کرنا چاہتے ہیں ان کو کاربوریٹر میں کچھ ترمیم کرنی ہو گی۔ ان ہدایات میں اس امر پر بھی زور دیا گیا ہے کہ آمیزش کردہ اجزا کو اچھی طرح ملا لیا جائے تاکہ یکسانیت قائم رہے۔ الکوحل و پٹرول کا مخلوط مرکب تیار کرنے سے قبل پٹرول کی ٹنکی کے زنگ اور مٹی کو اچھی طرح صاف کر لیا جائے۔

حیدرآباد اور سکندرآباد کیلئے آبرسانی کا بہترین انتظام

(۶۰) لاکھ روپے کے مصارف والی ایک اسکیم کی منظوری

گذشتہ دس سال کے عرصہ میں حیدرآباد اور سکندرآباد کی آبادی میں کافی اضافہ ہو گیا ہے اور ان شہروں کی بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات کے مدنظر حکومت سرکار عالی نے آبرسانی کے موجودہ انتظامات میں اضافہ کرنے کی غرض سے ایک اہم اسکیم منظور کی ہے۔ اس اسکیم کے مصارف کا تخمینہ ساٹھ لاکھ روپے کیا گیا ہے اور اس کے مطابق جو کام ہو گا اس میں موجودہ نلوں کو دوہرا بنانا، حسب ضرورت ان کی تعداد بڑھانا اور نالیوں، پمپ کرنے کے اسٹیشنوں، ذخیرہ گاہوں اور پانی کی تقسیم کے انتظامات میں اضافہ کرنا بھی شامل ہے۔ جب یہ اسکیم عمل میں آ جائے گی تو دونوں شہروں کی آبادی کے لئے جو پانی فراہم کیا جاتا ہے اس کی فی کس مقدار موسم گرما میں دوگنے سے زیادہ اضافہ ہو جائے گا۔ جدید اسکیم کے مطابق موجودہ انتظام آبرسانی کو بہتر بنانے کا کام کچھ عرصہ قبل شروع کیا گیا تھا اور اب تک چوتھائی کام مکمل ہو چکا ہے۔

(۳۰) گیلن فی کس۔

آبرسانی کی موجودہ شرح فی کس (۲۰) گیلن یومیہ ہے لیکن جدید اسکیم کے تحت چھ لاکھ آبادی کے لئے فی کس (۳۰) گیلن یومیہ تک اضافہ ہو جائے گا۔ یعنی روزانہ (۲) کروڑ (۴۰) لاکھ گیلن پانی فراہم ہو گا۔ اس مقدار میں سے روزانہ ایک کروڑ (۳۰) لاکھ گیلن موجودہ ذخائر آب میں سے جو [illegible] ہیں اس سے فراہم کئے جائیں گے اور ایک کروڑ (۳۰) لاکھ گیلن کی فراہمی دوسرے ذخیرے سے ہو گی۔ پہلے ذخیرے سے متعلق حلقہ میں چار رنگ [illegible] اور تمام رقبہ شامل ہو گا جو [illegible] شمالی [illegible] اور سکندرآباد [illegible] اس حصہ میں شامل ہوں گے اور اندرون شہر کے تمام علاقوں کے لئے جو [illegible] کے جنوب میں واقع ہیں دوسرے ذخیرہ آب سے پانی فراہم کیا جائے گا۔

اہم مدات۔

جدید اسکیم کے مطابق پہلے حلقہ کے لئے جو اہم امور انجام دئے جانے والے ہیں ان میں [illegible] (۳۳) انچ والی خاص لائن کو [illegible] جیل گڑہ تک خاص لائن کا اضافہ کرنا اور حلقہ عالیہ کے تقسیم آب کے انتظام [illegible] بلند سطح کے [illegible] ان علاقوں میں [illegible] اور پمپ کرنے کے اسٹیشن بھی ہوں گے ان میں سے ایک نئی ذخیرہ گاہ [illegible] کے لئے [illegible] دوسرے حلقہ کے تحت [illegible] میر عالم کے تالاب کے [illegible]

[illegible] ایک ٹنل کی تعمیر میر عالم کے تالاب سے [illegible] ایک کروڑ (۳۰) لاکھ گیلن منتقل کرنے والے [illegible] کی تنصیب، چار رنگ [illegible] کے مقابل بلند حصوں کے لئے لال ٹیکری میں جدید ذخائر آب کا قیام اور اس حلقہ کے مختلف ذخیرہ ہائے آب کو مربوط کرنے کے لئے ضروری لائنوں کی تعمیر شامل ہیں۔ ان کے علاوہ جدید تقسیم [illegible] ہوں گے جہاں [illegible] ایک خاص لائن بنائی جائے گی جہاں ملک [illegible] بلند سطح [illegible] کے لئے ایک ذخیرہ آب بھی تعمیر ہو گا اور تقسیم آب کے انتظام کی تنظیم جدید بھی کی جائے گی۔

تکمیل شدہ امور۔

تعمیر جدید کے ضمن میں جو کام انجام دیا جانے والا ہے اس کا ایک حصہ (۱۵) لاکھ (۵۰) ہزار روپے کے مصارف سے مکمل ہو چکا ہے اور دونوں حلقوں میں تقسیم آب کے انتظام [illegible] آبرسانی کے چھ [illegible] سے متعلق تقریباً تمام امور اس میں شامل ہیں۔ اسکیم کا دوسرا جزو جس کے مصارف کا تخمینہ (۲) لاکھ (۴۳) ہزار روپے کیا گیا ہے ابھی زیر تکمیل ہے اور دوسرے کاموں سے متعلق تخمینے بھی مرتب کئے جا چکے ہیں۔

آسان اردو

از

جناب سجاد مرزا صاحب ایم اے (کینٹب)

ہندوستان میں بہت سے پیچیدہ مسائل ہیں لیکن میرے خیال میں سب سے زیادہ پیچیدہ مسئلہ زبان کا ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ دوسرے ممالک کے برخلاف ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں نسل، مذہب تمدن اور زبان کے سخت اختلافات پائے جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں مادری زبان کے علاوہ ایک اور زبان خصوصاً ایک عام زبان کی جیسی بھی ضرورت ہوگی وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ براعظم یورپ میں مقابلتاً بہت ہی کم زبانوں کے اختلافات ہیں۔ مگر تعلیم یافتہ اشخاص ایک نہ ایک غیر زبان ضرور سیکھتے ہیں مثلاً جب تک فرانس کا اقتدار تھا عام غیر زبان فرانسیسی تھی۔ گزشتہ جنگ عظیم کے بعد فرانس کی جگہ انگلستان نے لی اور فرانسیسی کے بجائے انگریزی عام غیر زبان ہوگئی۔ تاہم یہ محسوس کیا گیا کہ کسی ایک قوم کی زبان کو یورپ بھر (براعظم) میں بالکل عام کرنے میں قومی جذبات مانع ہوتے ہیں اس لئے بعض ماہرین لسانیات نے تمام یورپی زبانوں کو منبع قرار دے کر ایک مصنوعی زبان بنانے کی کوشش کی تاکہ ایک ایسی زبان یورپ بھر میں رائج ہو جائے جسے سب جانیں اور تبادلہ خیالات کے لئے استعمال کرنے لگیں چنانچہ اب تک سائنس کے قریب مصنوعی زبانیں ایجاد ہو چکی ہیں جن میں سب سے زیادہ مشہور اور کامیاب مصنوعی زبان ایسپرانٹو ہے۔ ہندوستان میں جیسا کہ آپ کو معلوم ہوگا تقریباً تین سو مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ خود ہمارے ممالک محروسہ سرکار عالی میں بارہ مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں گو عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ صرف چار زبانیں یعنی تلنگی، مرہٹی کنڑی اور اردو رائج ہیں۔ ہمارے ان چاروں بڑی زبانیں بولتے ہیں مثلاً بلدہ میں تو کہا جا سکتا ہے کہ عام طور پر اردو اور تلنگی جانتے ہیں۔ بعض خاص حالات ہمیں کم سے کم ایک یورپی زبان کے سیکھنے پر مجبور کرتے ہیں۔ اس طرح ہم دو زبانیں ہی نہیں بلکہ تین زبانیں سیکھتے ہیں لیکن زبانوں کے سیکھنے کا معاملہ یہیں ختم نہیں ہوتا مذہبی ضروریات کی خاطر مسلمان عربی اور ہندو سنسکرت سیکھنا چاہتے ہیں لہٰذا زبانوں کی تعداد چار ہو گئی ہے۔ اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ جب چار مختلف زبانوں کے سیکھنے کے لئے وقت دیا جائے گا تو دوسرے اہم مضامین یا دلچسپیوں کے لئے کیا خاک وقت بچے گا۔ میں نے جو کچھ عرض کیا اس کی صداقت کے ثبوت کے لئے آپ کسی مدرسے کے نظام الاوقات کو دیکھئے یا کسی طالب علم سے پوچھئے کہ مدرسہ میں اس کا کتنا وقت مختلف زبانوں کے سیکھنے میں صرف ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ دوسرے ممالک کے مقابلہ میں ہمارا دگنا وقت محض زبانوں کے سیکھنے میں صرف ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کے یہ معنی ہوئے کہ ہم کو کئی زبانوں کے باعث سائنس و ریاضی، دستی کام وغیرہ جیسے اہم مضامین کو نظر انداز یا پس پشت ڈالنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں ان مضامین کی جیسی بھی اہمیت ہے وہ آپ خوب جانتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ہم کیا کریں تو کیا کریں؟ ہمارے لئے مادری زبان کی طرح دوسری زبانیں بھی اہم ہیں۔ ان کو کسی حالت میں بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ زبان کے مسئلہ کا صرف ایک ہی حل ہو سکتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم زبان کے سکھانے کا کوئی ایسا طریقہ اختیار کریں جو کم سے کم وقت میں ہمیں اس قابل کرے کہ ہم اس زبان میں بات چیت کر سکیں اور لکھ پڑھ سکیں اور ہندوستان کی ایک ایسی زبان ضرور سیکھیں جو کسی خاص حصے سے مخصوص نہ ہو بلکہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں سمجھی اور بولی جاتی ہو۔ ہندوستان کی تقریباً تین سو اور ممالک محروسہ سرکار عالی کی بارہ مختلف زبانوں میں وہ کونسی زبان ہے جو عام طور پر بولی اور سمجھی جاتی ہے؟ اردو۔ اس کو ایک زمانے میں ہندوی یا ہندی کہتے تھے۔ آپ نے غالب کی کتاب عود ہندی کا نام تو ضرور سنا ہوگا۔ وہ اسی زبان میں ہے جسے غالب نے ہندی کہا اور ہم آج کل جسے اردو کہتے ہیں۔ یورپین قوموں یعنی ڈچ، پرتگالی، انگریزوں وغیرہ نے ہندوستان کی اسی عام زبان کو ہندوستانی کہا ہے۔ ہندوستان کی مناسبت سے یہ نام ہندوستان کی عام زبان کے لئے ناموزوں بھی نہیں ہے۔ ایک کمیٹی نے جس کے رکن مولوی عبدالحق صاحب معتمد انجمن ترقی اردو اور بابو راجندر پرشاد صاحب تھے اس عام زبان کو "ہندوستانی" سے موسوم کرتے ہوئے اس کی یہ تعریف کی ہے "ہندوستانی سے مطلب ایسی زبان سے ہے جو ہندوستان کے شمال (اتر) میں عام میل جول اور بات چیت کا ذریعہ ہے" بیسک اردو اسی عام اور آسان زبان یعنی "ہندوستانی" کو کم مدت میں سکھانے کے طریقے کا نام ہے۔ یاد رکھئے کہ بیسک اردو ایک طریقہ تعلیم ہے نہ کہ کوئی مصنوعی یا نئی زبان۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ غیر اردو داں کو بہت ہی تھوڑے وقت میں اتنی اردو بولنا اور لکھنا پڑھنا سکھا دیا جائے کہ وہ اپنی روزمرہ زندگی سے متعلق تبادلہ خیالات کر سکے۔ وہ زبان سیکھے وہ بامحاورہ ہو اور آئندہ چل کر اردو یا ہندی ادب پر عبور حاصل کرنے میں مدد دے سکے۔ اردو سکھانے کے اس نئے طریقہ تعلیم کے دو اہم جز ہیں۔ پہلا درس کے پڑھانے کا طریقہ ہے جس کو فن تعلیم کی اصطلاح میں طریقہ راست کہتے ہیں یعنی ابتدا ہی سے زیادہ تر زبانی تعلیم دی جاتی ہے مثلاً مدرس اردو بولتا ہے۔ غیر زبان داں طالب علم سنتا ہے اور پھر وہی الفاظ دہراتا ہے۔ دوسرا حصہ مواد تعلیم ہے یعنی درسی کتابیں، جہاں تک مدرس کے طریقہ تعلیم کا تعلق ہے وہ غیر زبان کی تعلیم دینے کا مسلمہ طریقہ ہے جس کو سب مانتے ہیں کہ بہترین طریقہ ہے لیکن اس طریقہ کی کامیابی اور وقت کی کفایت کے لئے موزوں کتابیں لازمی ہیں۔ بیسک اردو کے ماہرین کا دعویٰ ہے کہ انھوں نے دوسرے حصہ مواد تعلیم یا درسی کتابوں کو بالکل نئے طرز پر ترتیب دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہر زبان میں ہر چیز یا خیال کے لئے صرف ایک ہی لفظ نہیں بلکہ کئی کئی لفظ ہوا کرتے ہیں مثلاً آپ نے سنا ہوگا کہ عربی زبان ایسی دولتمند ہے کہ اس میں جنگل کے جانوروں کے بادشاہ شیر کے لئے بیسیوں لفظ ہیں۔ الفاظ کی کثرت ہی بعض کے نزدیک زبان کا طرۂ امتیاز ہے لیکن کیا ہم یہ سب کے سب لفظ یاد رکھتے اور استعمال کرتے ہیں؟ نہیں۔ دریافت سے ثابت ہوا کہ لندن کا مزدور مشکل سے تین سو انگریزی الفاظ استعمال کرتا ہے حالانکہ انگریزی زبان کئی لاکھ الفاظ پر مشتمل ہے اور لندن کا باشندہ مقابلتاً متمدن ماحول میں زندگی بسر کرتا ہے۔ ایک اور ماہر کا بیان ہے کہ شیکسپیئر نے صرف بیس ہزار الفاظ استعمال کئے ہیں، اسی طرح ہم بھی بول چال میں چند سو سے زیادہ الفاظ نہیں استعمال کرتے۔ آپ کسی لغت پر ایک سرسری نظر بھی ڈالیں تو اس سوال کا جواب خود معلوم کر لیں گے۔ اردو زبان کی معیاری لغت فرہنگ آصفیہ خیال کی جاتی ہے اس میں تقریباً پون لاکھ الفاظ درج ہیں ان میں سے بعض صرف بولے جاتے ہیں بعض صرف لکھے جاتے ہیں اور بولے نہیں جاتے، بعض بولے بھی جاتے ہیں اور لکھے بھی جاتے ہیں۔ بہت سے ایسے الفاظ ہیں جن کا مطلب دوسرے الفاظ سے ادا کیا جا سکتا ہے لیکن بعض ایسے لفظ ہیں جن کا مطلب دوسرے لفظوں کے ذریعہ ادا نہیں کیا جا سکتا ایسے لفظ بڑی اہمیت رکھتے ہیں کیونکہ یہ دوسرے لفظوں کے قائم مقام بن سکتے ہیں۔ ان ہی لفظوں پر ہر زبان کی عمارت کھڑی ہوتی ہے اس لئے ان لفظوں کو بیسک یا بنیادی کہتے ہیں بنیادی لفظوں سے تین بڑے فائدے ہیں (۱) اگر ان لفظوں کو سلیقے سے استعمال کیا جائے تو دوسرے لفظوں سے بے نیاز ہو سکتے ہیں اور صرف انہی لفظوں سے ہر قسم کے خیالات کو ظاہر کیا جا سکتا ہے مثلاً لفظ استاد کو لیجئے جو مدرس، ماسٹر، گرو، تجربہ کار، عیار وغیرہ کا قائم مقام ہو سکتا ہے (۲) ان لفظوں سے دوسرے لفظوں کی تشریح اور توضیح، تعریف اور تقسیم کی جا سکتی ہے جیسے آب بقا کے بجائے وہ پانی جس کے پینے سے آدمی نہیں مرتا۔ (۳) زبان داں ان بنیادی لفظوں سے مزید واقف ہوتا ہے اس لئے وہ ایسے غیر زبان والے سے کہ جس کی زبان دانی بنیادی لفظوں ہی تک محدود ہو با آسانی تبادلہ خیالات کر سکتا ہے۔ چند روز ہوئے اس کی ایک دلچسپ مثال میرے مشاہدہ میں آئی۔ ہمارے سکول میں دو قسم کے اعلانات ہوا کرتے ہیں بعض گشت کرائے جاتے ہیں اور بعض کو تختۂ اعلان پر چسپاں کیا جاتا ہے۔ میں نے ایک اعلان لکھ کر چپراسی سے کہا کہ گشت کرا لاؤ۔ وہ لفظ گشت نہ سمجھا اور پوچھا [illegible] کہا پھر [illegible] وہ میری بات نہیں سمجھا تھا لیکن میں اس کی

(بقیہ سلسلہ صفحہ [illegible])

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

وائسرائے کونسل کے ممبر شری انی سندرپارے نے ہندوستانیوں کو جو اس وقت جاپانی حکومت کے تحت مصیبت زدہ اور پریشان حال ہیں ایک پیام دیا ہے جس میں اپیل کی گئی ہے کہ :-

"اپنے اندرونی اختلافات بھول جائیں اور متحد ہو کر اس عقیدہ کے ساتھ ایک پائیدار امن قائم کرنے کی کوشش کریں۔ ہندوستان کی جائز پر زمین حاصل کرنے کے بارے میں ہندوستانیوں کی خواہش کسی صورت میں پوری ہو سکتی ہے جبکہ جمہوریت اور آزادی کے مقصد کو کامیابی حاصل ہو"

یہ پیام ترا نی دیس بھگتوں کو دینا چاہیے تھا جو ہندوستان جیسے پرامن ملک میں رہ کر امن سوزی اور غارت گری پر تلے ہوئے ہیں۔ یہ جمہوریت اور آزادی کے مقصد کو کیونکر کامیابی حاصل ہو سکتی ہے جبکہ ہمارے دیس بھگتوں نے جاپان کے ایجنٹ بن کر شورش سامانی کی ٹھان لی ہے۔

اتحادی حلقوں میں کہا جاتا ہے کہ تمام اراکین ڈیفنس کونسل اور آئینی کمیٹیوں کے اراکین جن کا تعلق اتحاد المسلمین سے ہے مستعفی ہو جائیں گے ...... اس سوال کے جواب میں کہ کیا مولوی ابوالحسن سید علی صاحب بھی مستعفی ہو جائیں گے۔ انھوں نے (معتمد مجلس) کہا استعفا یا غیر استعفا سے الگ مجلس کے فیصلہ کے مولوی صاحب بھی اسی طرح پابند ہیں۔

(دکن نیوز)

دکن نیوز نے جو سوال کیا کہ کیا مولوی ابوالحسن سید علی صاحب بھی مستعفی ہو جائیں گے؟ بعض حلقوں میں سنسنی خیز کہا جا رہا ہے اور بعض حلقے کہہ رہے ہیں سے

بوئے گل لے گئی بیرون چمن راز چمن
کیا قیامت ہے کہ خود پھول ہیں غماز چمن

معلوم ہوا ہے کہ محکمہ اے آر پی کے ملازمین پر غیر معمولی بار کے پیش نظر حکومت نے ڈویژنل وارڈن صاحبان کے الاؤنس کو سو روپے کے بجائے (۵۰) کر دیا ہے۔ (اسوسی ایٹڈ پریس)

نزلہ بر عضو ضعیف !

کتاب موسومہ "جنگ زدہ ممالک" مرتبہ مولوی میر حسن صاحب منتظم تعلقہ پرنٹنگ ورکس حیدرآباد پر تنقید کرتے ہوئے "مملکت" کے نقاد نے لکھا ہے کہ :-

"اس کتاب کے پڑھنے والوں میں ان ممالک کی جنگ زدگی کی نسبت وہ احساس پیدا نہیں ہوتا جس احساس کے تحت اس کا نام "جنگ زدہ ممالک" رکھا گیا ہے"

ہمارے خیال میں یہی نام موزوں ہے کیونکہ ایسا نام جب دوران جنگ میں رکھا جاتا ہے تو اس کو جنگی زبان میں عمل فریب نظری (Camouflage) کہتے ہیں۔

اسی تنقید میں یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ :-

"پالیٹیکل ڈائری کے اداریے اسوز لینڈ، مصر، عراق، برما، چین اور جاپان پر جو مضامین شائع ہوئے ہیں وہ اس تالیف کے مقصد کو پورا کرتے ہیں بقیہ ممالک پر اکثر مضامین محض بھرتی کے معلوم ہوتے ہیں خاص کر ولینڈ پر جو مضمون شائع ہوا ہے اور جس سے کتاب کی ابتدا ہوتی ہے وہ سب سے بھدا اور غیر دلچسپ مضمون ہے"

نقاد کو یہ دیکھ کر کہ جو اگر کتاب کی ابتدا سب سے بھدے مضمون سے کی گئی۔ اس عمل کو بھی عمل فریب نظری (Camouflage) کہتے ہیں۔ کیونکہ بعد کے مضامین کو نسبتاً دلچسپ اور بہتر بتایا گیا ہے۔ ہم تو ایسی کتاب کو پسند کرتے ہیں جو پڑھنے والے کو غیر دلچسپی سے نکال کر دلچسپی میں ڈال دے۔

ورکشو انڈسٹریٹ کانفرنس ملک حیدرآباد کی مجلس عاملہ نے ایک بیان جاری کیا ہے۔ اس بیان میں ملکی مسائل پر روشنی ڈالتے ہوئے مجلس نگرانی قیمت اشیاء کی کارروائیوں کے متعلق بھی رائے زنی کی گئی ہے چنانچہ بیان میں ظاہر کیا گیا ہے کہ :-

"اس ذہنیت پر ہم یہ ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ پرائس کنٹرول کمیٹی کی کارروائیوں کی وجہ سے غیر ملکی اور ملکی سرمایہ دار طبقہ ملک حیدرآباد کے متوسط حال تجار اور زراعت پیشہ افراد کی بربادی کا باعث ہو رہا ہے۔ اسی طرح کا سرمایہ دار طبقہ پرائس کنٹرول سسٹم کے تحت سستی قیمتوں میں لاکھوں روپیہ کا مال خرید کر پھر اونچی قیمتوں میں بیچنے کی ترکیب کرتا ہے۔ اور درآمد ہونے والی اشیاء کو بھی زیادہ قیمت میں فروخت کرتا ہے"

کیا مسٹر مقصود احمد خاں اس خصوص میں کوئی صحافتی بیان جاری فرمائیں گے؟ کیا مسٹر بنکٹ لال گھانسی رام ٹھیکیدار گرینڈ اعداد و شمار کے ذریعہ ثابت کر سکتے ہیں کہ انڈسٹریٹ کانفرنس کی مجلس عاملہ کی یہ شکایت غلط ہے؟

بعض ناگزیر وجوہ کی بنا پر انجمن انسداد بے رحمی بر جانوران کا جو اجلاس ڈاکٹر بر کو منعقد ہونے والا تھا وہ ملتوی کر دیا گیا۔

(اسوسی ایٹڈ پریس)

جب محکمہ افزائش نسل چوپایاں مسلسل کوششوں کے باوجود قوی اور توانا جانوروں کی نسل کی افزائش نہ کر سکا اور ریلوے واگنوں کی دقت کی وجہ سے قوی جانوروں کی درآمد بھی بند ہو گئی تو محکمہ بلدیہ نے بھی تانگہ، جھٹکہ، اور شکرام وغیرہ کے لئے لاغر اور ناکارہ جانوروں کے استعمال کی اجازت دے دی ایسی صورت میں انجمن انسداد بے رحمی بر جانوران اپنے وجود کو بیکار پاکر ان ناگزیر وجوہ کی بنا پر اپنا جلسہ ملتوی نہ کرے تو کیا کرے؟

حقیقت یہ ہے کہ دستوری اصلاحات کے متعلق جو طرز عمل مجلس اتحاد المسلمین نے شروع ہی سے اختیار کیا ہے اور جس کے مظاہرے وقتاً فوقتاً ہوتے رہے ہیں ان پر نظر کرتے ہوئے ہماری رائے میں تو اتحاد المسلمین کے ارکان کو ان کمیٹیوں کی رکنیت میں شریک ہونے کے لئے بھی رضامند نہ ہونا چاہیے تھا۔ ان کا یہ فیصلہ کر وہ ان کمیٹیوں میں شریک ہیں مجلس کے مسلک کے خلاف تھا۔ دستوری اصلاحات کی حد تک مجلس نے کبھی بھی حکومت کا رتا سے تعاون کرنے کا کوئی ارادہ ظاہر نہیں کیا تو پھر اب جدید دستور کی مختلف کمیٹیوں میں ان کی شرکت بھی ایک بے اصولی بات تھی۔ (پیام)

ہم صرف یہ عرض کر سکتے ہیں کہ

ع ۔ رموز مصلحت خویش خسرواں دانند

ایک صاحب کو یہ شکایت ہے کہ جس سرکاری ملازم کی تنخواہ تیس روپیہ ہو اس کو گیہوں کے کوپن مل جاتے ہیں لیکن جس کی بابت (۲۹) روپے ہو اس کو کوپن نہیں دیے جاتے۔ صرف ایک روپیہ کی کمی آدم کی موروثی غذا سے محروم کر دیتی ہے ہم نے یہ مشورہ دیا ہے کہ آئندہ جب آپ گیہوں کے کوپن کے لئے درخواست دیں تو اس میں یہ استدعا فرما دیں:

گندم اگر بہم نرسد بھس غنیمت است

ہندو مسلم اتحاد

از سید عبداللہ بریلوی صاحب ایڈیٹر بمبئی کرانیکل

ہم اس وقت ایک انقلابی دور سے گذر رہے ہیں اور ہندوستان اور تمام ملکوں کے مسائل جن کے حالات جنگ عظیم سے پہلے بھی صرف اس انقلابی دور کی روح کو مدنظر رکھ کر ہی حل کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ برطانیہ کے حاکموں نے اس بات کو محسوس نہیں کیا ہے کہ جنگ کی وجہ سے کتنی زبردست بنیادی تبدیلیاں رونما ہو گئی ہیں جو ان کے اختیار سے باہر ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ امپیریلزم کو اس وقت تک قائم نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ وہ قومیں جو اس کے خلاف لڑتی رہی ہیں خود بھی امپیریلزم کو بالکل ترک نہ کریں۔ اور ان قوموں کو جن پر اب تک ان کا تسلط ہے بطور آزاد قوموں کے تمدن حاصل نہ کریں۔ مگر اس بات کا احساس کرنا کہ ہم ایک انقلابی دور سے گذر رہے ہیں ہمارے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا برطانیہ کے حاکموں کے لئے ہے۔ مگر افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہم اپنے اندرونی اختلافات سے برطانیہ کے تسلط اور غلبہ کو مضبوط بناتے ہیں ہمارے لئے یہ دور آزمائش کا دور ہے اور نیز ایک بہت بڑے موقع کا جو صدیوں کے بعد پیش ہوتا ہے اس موقع کو مناسب استعمال کر کے ایک نئے اور آزاد ہندوستان کی تعمیر کر سکتے ہیں جس کا خواب ہم سب دیکھتے رہے ہیں۔ اب جو کچھ کرنا ہے وہ یہ ہے کہ ہم ہندو مسلمان اپنے وطن سے اور آزادی اور جمہوریت کے مقاصد سے وفادار رہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ خوشدلی اور رواداری کے ساتھ پیش آئیں۔

گذشتہ چار سال سے زیادہ کے عرصہ میں اس بات کی مسلسل کوششیں ہوئیں کہ فرقہ وارانہ اختلافات کا افسوسناک باب ختم ہو جائے اور ایک نیا پائیدار قومی اتحاد قائم ہو جس کی بنیاد ایک طرف اقلیت والی جماعت میں ملک کے متعلق اپنی ذمہ داری کے احساس پر ہو اور دوسری طرف اکثریت والی جماعت کے ان حقوق اور خدشات کو جو اقلیتیں محسوس کرتی ہیں فراخدلی کے ساتھ تسلیم کرنے پر ہو۔ مگر یہ کوششیں ناکامیاب ہوئیں اور ملک کو اس طرح بے دلتوں اور بیچینیوں کا منہ دیکھنا پڑا اور ان دقتوں اور بیچینیوں کی تاریخ دہرانا یا اختلافی مسائل چھیڑنا ایسے موقع پر جب کہ فرقہ وارانہ تصفیہ کے لئے گفت و شنید ضروری ہے نہ تو مفید ہوگا اور نہ مناسب۔ صرف اتنا کہنا ضروری ہے کہ گاندھی جی اور دوسرے کانگریسی لیڈروں نے اپنی گرفتاری کے پیشتر ایک پائیدار سمجھوتہ حاصل کرنے کے لئے بڑا قدم اٹھایا۔ انہوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ صوبوں کو زیادہ سے زیادہ اختیارات دئے جائیں گے۔ اور جو صوبے علیحدہ ہونا چاہیں تو ان کو اپنی خواہش پوری کرنے کی اجازت ہوگی۔ بلکہ انہوں نے مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کو بھی منظور کر لیا اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ان کی مسلم لیگ کے ساتھ سمجھوتہ کی خواہش اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ اگر انہیں گرفتار نہ کیا جاتا تو وہ لیگ سے گفت و شنید کا سلسلہ شروع کرتے اور ایک ایسا تصفیہ عمل میں آتا جو دونوں کے لئے اطمینان بخش ہوتا جب ملے پاچکا ہوتا۔

بحیثیت ایک مسلمان کے مجھے اس بات سے ہمیشہ سخت صدمہ ہوا ہے کہ میرے ہم مذہبوں کی بڑی تعداد ہندو اکثریت سے خائف نظر آتی ہے۔ میری رائے میں اس قسم کا خوف قطعی غیر اسلامی ہے۔ کیوں کہ اسلام میں مذہب کی تعلیم یا کوئی پالیسی یا پروگرام جس کی بنیاد خوف و ہراس پر ہو یا جو اخوت و برادری کے تخیل کے خلاف ہو اسے مسلمانوں کو پسند نہ کرنا چاہئے۔ نیز ہمارے ہندو بھائیوں کو بھی یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جمہوریت کے معنی اکثریت کی حکومت کے نہیں ہیں بلکہ آزادی مساوات اور اخوت کے ہیں جمہوریت کے معنی ہیں اس حکومت میں ہر چھوٹی سی چھوٹی اقلیت کو بھی اس بات کا مساوی حق حاصل ہو کہ اس کی بات سنی جائے اور اسے اس بات کا بھی اطمینان ہو کہ اس کے حقوق پامال نہ ہوں گے اور میں یہ اکثریت اپنے آپ کو اقلیت کی ضروریات خطرات اور امیدوں سے پوری طرح وابستہ کرتی ہے ہندو اور مسلمانوں کے درمیان حقیقی معنوں میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ملک کی رائے عامہ کی رہنمائی کرنے والے اصحاب پوری جرأت کے ساتھ اس مروجہ خیال کی تردید کرتے رہیں کہ جمہوریت کے معنی اس سے زیادہ اور اس سے کم کچھ بھی نہیں کہ اکثریت کی جو خواہش ہو وہی نافذ کردی جائے۔ یہ صرف بے روح جمہوریت [illegible] اس سے کہیں زیادہ [illegible] ہے۔ صحیح جمہوریت اس بات کی ضمانت ہوتی ہے کہ آزادی اس کے صحیح ترین اور وسیع ترین مفہوم میں عمل کیا جاسکے صحیح جمہوریت کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ قوم کی [illegible] قانون کو کسی حاصل کرنے والی جماعتیں آزادانہ کھلے ہوئے اور مکمل بحث و مباحثہ کے بغیر کوئی فیصلہ نہ کریں صحیح جمہوریت اس بات کی بھی ضمانت ہوتی ہے کہ انسانی [illegible] کے ہر شعبے میں سب کو مساوی حقوق حاصل ہوں۔ اس بحث کے متعلق یہ سوال بھی ضروری ہے کہ وہ کس طرح کی جمہوری حکومت ہے جو ہم قائم کرنا چاہتے ہیں آیا وہ خالص مذہبی حکومت ہوگی یا اس کا مذہب سے بھی کوئی رشتہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ ہندوستان جیسے ملک میں جہاں مختلف مذاہب ہیں حکومت کو کسی قسم کا بھی مذہبی رنگ دینا خطرناک بات ہوگی۔ اس وجہ سے ہندوستان کی مستقبل کی حکومت کسی طرح بھی ہندو حکومت نہ ہونی چاہئے بلکہ خالص دنیوی ہندوستانی حکومت ہونی چاہئے۔ اس لئے میں نہیں کہتا کہ ہم کو ان اتحاد پیدا کرنے والے اثرات سے بے خبر ہونا چاہئے جو ہندو دھرم اور اسلام کے پیروؤں نے گذشتہ چند صدیوں میں ایک دوسرے پر ڈالے ہیں۔ درحقیقت میں ان لوگوں میں ہوں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ ان صدیوں کے پرانے انتظام میں قدرت کا ایک زبردست ہاتھ کام کر رہا ہے جس کی وجہ سے ہمارے اس عظیم الشان ملک میں تمام مذاہب کے پیرو خاص کر ایشیا کے دو بڑے مذاہب یعنی ہندو دھرم اور اسلام کے پیرو ایک جگہ جمع ہو گئے ہیں۔

میں اس بات پر فخر محسوس کرتا ہوں کہ میرا تعلق ایک ایسے ملک سے ہے جو دنیا کے تمام ملکوں میں اس بنا پر ممتاز ہے اور اس کی قسمت میں یہ بڑا کام ہے کہ مذہبی عقائد و رسوم کے اختلاف میں سے وحدت خیالی پیدا کرے اور انسان کی ایک حقیقی برادری قائم کرے۔ ہم میں جو خرابی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے ملک کی قسمت میں یہ جو بڑا کام ہے اس کی ہم قدر نہیں کرتے حالانکہ یہی وہ کام ہے جس کی تکمیل سے ہمارا ملک پھر ایک بار دنیا بھر کے لئے نمونہ بن سکے گا۔ تمام مذاہب کی بنیادی تعلیم یکساں ہے مگر ہم میں سے بہت کم لوگ ہیں جو اس بات کو محسوس کرتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ اس وقت ملک میں جو فرقہ وارانہ اختلاف ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ رواداری جسے ہر مذہب نے ضروری قرار دیا ہے دونوں فرقوں سے کوئی بھی فرقہ ٹھیک طور نہیں برتتا۔ مسجد کے سامنے باجہ بجنے سے مسلمانوں کی عبادت میں خلل پڑ سکتا ہے۔ مگر کوئی مسلمان یہ دعویٰ نہیں کر سکتا ہے کہ اس کے مذہب کا تقاضا ہے کہ ہندوؤں کو مسجد کے سامنے باجہ بجانے سے روکنے کے لئے وہ ہندوؤں سے لڑے۔ کسی غریب مسلمان کا ایک ساتھ اس کے لئے گائے کی قربانی کرنا غریبی کا باعث ہو سکتا ہے مگر کوئی مسلمان یہ دعویٰ نہیں کر سکتا ہے کہ محض اس وجہ سے کہ گائے کی قربانی نہ کی جائے اس کے مذہب کی توہین ہوتی ہے اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ہندوؤں کو یہ شہری حق ہو کہ وہ مسجد کے سامنے باجہ بجائیں۔ مگر کیا کوئی سمجھدار ہندو اس بات پر اصرار کر سکتا ہے کہ اس کا مذہب اس بات پر زور دیتا ہے کہ کوئی بھی جلوس مسجد کے سامنے سے باجہ بجا کر گذرے یا یہ کہہ سکتا ہے کہ اپنے شہری حقوق پر اس طرح اصرار کرنا شہری اخلاق ہے کہ اس سے دوسروں کی عبادت میں خلل واقع ہو اور ان کے مذہبی احساسات کو مجروح کیا جائے۔

زیادہ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ دونوں فرقوں کے تعلیم یافتہ طبقے بھی اس سلسلے میں کوئی غلط راستے بتلاتے ہیں۔ جب کبھی ان مسائل پر بحث ہوتی ہے اور مسائل پر اختلافات پیدا ہوتا ہے۔ یا فسادات ہوتے ہیں تو اکثر تعلیم یافتہ ہندو اور مسلمان خود بخود اس خاص مسئلہ یا واقعہ کی اہمیت پر غور کئے بغیر حق اور انصاف کی طرف نہیں بلکہ اپنے ہم مذہبوں کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ [illegible] صحیح یا غلط [illegible] خیال میں وہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔ یہ طرز عمل مذہب کے غلط تخیل اور [illegible] کی ضروریات نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ بہت سے ہندو اور مسلمان جو اپنے آپ کو مذہبی تصور کرتے ہیں۔ خود اپنے مذہب کی روح سے بہت کم واقف ہوتے ہیں اور دوسرے فرقے کے مذہب کے متعلق تو کچھ جانتے ہی نہیں۔ ہندو اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات اور بدگمانیاں [illegible] دور کرنے کا اس سے بہتر طریقہ نہیں کہ ہندو اور مسلمان دونوں مذاہب کو حقیقی معنوں میں سمجھنے کی کوشش کریں۔ اسلام کی تعلیم مسلمانوں کو اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ ایسے کاموں میں جو انسانی علم و ترقی اور تہذیب کی [illegible] کو وسیع کرنے میں ان میں وہ بھی انسانی برادری کے دوسرے رفقاء کی رہنمائی کریں۔ اسلام کی رو سے مردوں اور عورتوں کی قدر و قیمت جانچنے کا معیار ان کی سیرت ہے اور سیرت کی جانچ کے لئے ظاہری احکام اسلامی کے [illegible] تسلیم کیا ہے [illegible] انہی سے مسلمان کو جس چیز سے بحث ہونی چاہئے وہ یہیں ہے [illegible]

بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۰ پر

قرآن و حدیث کی تعلیم

مولوی عبدالرحیم صاحب ایک وسیع مکان [illegible] کو قرآن و حدیث اور زبان عربی کی تعلیم سے مستفید فرماتے رہے ہیں اور اب بھی حیدرآباد اور سکندرآباد میں تین مقامات پر زبان عربی اور قرآن مجید کا درس دے رہے ہیں۔ کلام اللہ کی یہ نیک خدمت یوں تو عرصہ سے جاری ہے لیکن عالی جناب خان بہادر احمد علاؤالدین صاحب جن کی علمی اور اسلامی خدمات نہ صرف ممالک محروسہ سرکار عالی میں بلکہ بیرون حیدرآباد بھی نیز حرمین شریفین میں مشہور و مسلم ہیں اپنی جانب سے قرآن و حدیث اور عربی تعلیم کی طرف لوگوں کو راغب کرنے کے لئے ۱۹۳۱ء سے ماہانہ وظائف بھی عطا فرما رہے ہیں۔ چنانچہ سنہ مذکورہ سے اس وقت تک تقریباً (۳۰۰) سے زیادہ حضرات نے جن میں (۵۰) اصحاب جامعاتی ڈگریاں رکھتے ہیں اپنی تعلیم بڑی حد تک مکمل کرلی ہے۔ ان سب کو عربی میں اتنی استعداد حاصل ہوگئی ہے کہ وہ قرآن مجید اور حدیث شریف کے معنی و مطالب باسانی سمجھ سکیں۔ فی الوقت (۸۰) تا (۹۰) حضرات مختلف استعداد و عمر کے زیر تعلیم ہیں۔ یہ اطلاع بھی موجب مسرت ہوگی کہ نہ صرف مختلف عقائد رکھنے والے مسلمان بلکہ چند ہندو اور پارسی حضرات بھی درس میں شریک رہے۔ کچھ عرصہ تک خواتین کے لئے بھی علحدہ جماعت کرائی گئی تھی۔ گزشتہ تین سال کے عرصہ میں (۱۸) اصحاب کو جملہ (۲۲۲) کے وظائف وغیرہ دیئے گئے اور اس وقت بھی (۱۹) اصحاب وظیفہ پا رہے ہیں۔ ان جماعتوں کو متعدد ذی شان اصحاب نے معائنہ فرمایا جن میں نواب ناظر یار جنگ بہادر، نواب نثار یار جنگ بہادر، نواب بہادر یار جنگ بہادر، مولوی ذوالفقار علی صاحب حقانی پرنسپل گلبرگہ کالج، خان فضل محمد خان صاحب، مولوی سید محی الدین صاحب سابق معتمد تعلیمات و امور مذہبی، مولوی علی الدین احمد صاحب ناظم امور مذہبی، مولوی حبیب اللہ صاحب استاد تفسیر دارالاسلام عمرآباد (مدراس) قابل ذکر ہیں۔ مولانا عبدالقدیر صاحب صدیقی، مولانا سید شاہ مولانا [illegible]، ڈاکٹر حمید اللہ صاحب، مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی وغیرہ حضرات نے طلبا کا امتحان لیا اور مجموعی معیار تعلیم کی نسبت اچھی رائے کا اظہار فرمایا۔ اس طرح خان بہادر موصوف کی فیاضی اور مذہبی خلوص کی بدولت ایک نہایت مفید کام بطور احسن انجام پا رہا ہے۔ خدائے تعالیٰ موصوف کو اس خیر جاریہ کی اعلیٰ ترین جزا مرحمت فرمائے اور دوسرے صاحبان خیر کو بھی قرآن کریم کی اس قسم کی خدمت کی طرف توجہ اور عملی دلچسپی کی توفیق عطا فرمائے۔

شوکت اللہ
(مددگار تنقیح حسابات دارالضرب)

مقبوضہ یورپ میں مسلمانوں کے ساتھ محور کا سلوک

خیر ممالک کے نام اپنی نشریات میں جرمنی اور اٹلی اپنے آپ کو مسلمانوں کا دوست ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن ان دونوں فاشی حکومتوں کے قول و عمل میں کوئی مطابقت نہیں۔ روم کا دعویٰ ہے کہ اس نے البانیہ کے مسلمانوں کو ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائی ہیں۔ برلن بھی اپنے نسلی امتیاز کے قابل نفرت نازی نظریہ کے باوجود عربوں کی دوستی کا دم بھرتا ہے۔ لیکن مقبوضہ یورپ میں اٹلی اور جرمنی نے مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس کا [illegible] بھی لگایا جاتا ہے۔

سابق صدر کورال اور شاہ زوغو کے [illegible] تک مجبور یہ نازی کی قیادت میں البانیہ کے وطن پرست اب بھی جانبازی کے ساتھ اطالوی حملہ آور سے نفرت کرتے ہیں اور اس کی مزاحمت کر رہے ہیں۔

بلغاریہ کے مسلمانوں کی دردناک حالت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ان صفحات کی بنا پر جو ترکی اخبار "ینی صباح" میں شائع ہوئی ہیں (۹۵) فیصد مسلمان بیروزگار ہوگئے ہیں اور ان کی شرح اموات تیزی سے بڑھتی جارہی ہے۔ وہ مفلس ہیں اور غذا نہ ملنے کے باعث نہایت کمزور ہوگئے ہیں۔ ان کی کثیر تعداد میں تو بیماری جاری ہے۔ مسلمانوں کا "تکیس" نہایت بارونق بازار اب ویران ہوگیا ہے۔ مقامی حکام نے مسلم گھرانوں کو مکانات سے نکال دیا ہے اور ان میں دوسرے اضلاع میں منتقل ہونے پر مجبور کیا ہے۔ جو مسلمان تمباکو کی صنعت میں لگے ہوئے تھے ان کو نکال دیا گیا ہے اور جبراً ان میں اجرت کے بغیر سڑکوں کی تعمیر پر لگا دیا گیا ہے۔

عربی اخبارات میں حال ہی میں جو خبریں چھپی ہیں ان کی بموجب شمالی افریقہ اور مشرق قریب کے (۱۰۰۰) مسلمانوں کو یورپ بھیج دیا گیا ہے اور انہیں جرمن جنگی مساعی کی خاطر نازی کارخانوں میں کام کرنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔

یہی وہ "دوستی" ہے جو مسلمانوں کے ساتھ جتلائی جاتی ہے۔

ہندو مسلم اتحاد

(بقیہ صفحہ ۲)

کسی دوسرے شخص کا مذہب کیا ہے بلکہ یہ کہ عقل کی رہنمائی کے مطابق اس کی سیرت ٹھیک ہے یا نہیں۔ اگر مسلمانوں کے اعمال ان کی مذہب کی مقدس اور پاکیزہ تعلیم کے مطابق ہو جائیں اور دوسرے فرقوں کے ساتھ اتحاد قائم ہو، مسلمان تمام فرقوں میں سچے برادرانہ تعلقات قائم کرنے میں بڑی مدد دیں گے۔ مجھے اس بات کے متعلق ذرا بھی شک نہیں کہ ہمارے ہندو بھائی کے اعمال بھی اسی طرح اپنے مذہب کی حقیقی تعلیم کے مطابق ہوں تو ویسے ہی خوشگوار نتائج پیدا ہوں گے۔

مجھے امید ہے کہ باوجود عارضی رکاوٹوں کے جیسی کہ ہمیں اس وقت دکھائی دے رہی ہیں، ہندوستان اس کام کو انجام دے رہا ہے گا۔ جو اس کی قیمت میں امن اور آشتی کا ایک ایسا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرے گا جس کی دنیا قدر کرے گی۔

آسان اُردو

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۵)

بات ہو گئی بختصر یہ کہ ماہرین نے ایک جدید اصول کے مطابق جب اُردو یا ہندوستانی زبان کے ایک ہزار ایسے الفاظ دریافت کرلئے ہیں جن پر اُردو زبان کی عمارت کھڑی ہے ان ایک ہزار الفاظ کو چار مدرسی کتابوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے جن کے ساتھ امدادی کتابیں استعمال کی جاتی ہیں۔ غیر اُردو داں بیسک ہندوستانی کا نصاب ختم کرنے کے بعد بات چیت کرنے پڑھنے لکھنے اور ضرورت کے موافق عبارت سمجھنے سے واقف ہو جاتا ہے اب اسے اختیار ہے کہ اپنی تعلیم اسی حد تک ختم کردے جو اس کی روزمرہ زندگی کے لئے کافی ہے یا اپنی تعلیم کو جاری رکھ کر اپنے ذخیرہ الفاظ میں اضافہ کرے تاکہ معیاری زبان پوری طرح سے آجائے۔

اُردو کے بنیادی الفاظ کس طریقہ سے منتخب کئے گئے؟ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو زیادہ وقت چاہتا ہے۔ اس لئے میں اب چند مثالیں دیکر بیسک اُردو کی نوعیت واضح کروں گا اور اس کے بعد آپ کو معیاری اُردو اور بیسک اُردو کے نمونے سناؤں گا تاکہ آپ اپنی آزادانہ رائے قائم کرسکیں۔ بیسک یا بنیادی اُردو میں بدن کے کئی عضو کے نام شامل ہیں مثلاً سر۔ منہ۔ ہاتھ۔ انگلی۔ انگوٹھا وغیرہ مگر لفظ ہتھیلی بنیادی لفظ نہیں ہے۔ اب اس کو کیسے واضح کیا جائے؟ بیسک اُردو میں ہتھیلی کو کہیں گے۔ ہاتھ کا اندر کا حصہ۔ آپ اس پر ہنس پڑیں گے لیکن ذرا تامل فرمائیے۔ اُردو کی معیاری لغت فرہنگ آصفیہ میں لفظ ہتھیلی ملاحظہ فرمائیے آپ اس میں انہیں الفاظ کا استعمال دیکھیں گے جو بیسک اُردو والے استعمال کریں گے۔ اب ایک اور بنیادی لفظ لیجئے: شاخ۔ اس کے عام طور پر دو واضح معنی استعمال ہوتے ہیں۔ ڈالی اور ٹہنی ان تینوں ہم معنی الفاظ میں لفظ شاخ کو اس لئے بنیادی قرار دیا گیا کہ یہ صرف ڈالی اور ٹہنی کے مفہوم کو ادا کرتا ہے بلکہ چند اور کام بھی دیتا ہے مثلاً کان کی شاخ یا ریل کی شاخ وغیرہ۔ گویا بنیادی لفظوں کا انتخاب الفاظ کے ساتھ افادیت کا پیچ مقرر ہوتا ہے اور اس سے بحث نہیں ہوتی کہ اس لفظ کا ماخذ کیا ہے یہ عربی سے نکلا ہے یا سنسکرت سے۔ بنیادی لفظوں کا انتخاب بالکل سائنسی اصول پر کیا جاتا ہے جس میں جذبات یا احساسات کو دخل نہیں ہوتا۔

اُردو زبان کی خصوصیات کا لحاظ رکھتے ہوئے گرامر کے چند ایسے قاعدے منتخب کئے گئے ہیں جو آسان ہونے کے ساتھ بہت ہی کارآمد بھی ہیں صرف تین افعال یعنی ہونا۔ کرنا۔ جانا۔ بے قاعدہ ہیں باقی سب کی گردان باقاعدہ ہوا کرتی ہے تذکیر و تانیث وغیرہ کے قاعدے مثالوں سے سمجھائے جاتے ہیں اور پھر مثالیں دیکر طلبہ سے قاعدے دریافت کئے جاتے ہیں۔ اس طرح گرامر ایک خشک اور فنی چیز کے بجائے دلچسپ اور عملی چیز بن جاتی ہے۔

ایک چھوٹے سے کتابچہ موسوم بیسک ہندوستانی پڑھانے کا طریقہ میں درسی کتابوں اور قواعد سے متعلق ضروری معلومات یکجا کر دیا گیا ہے جو آسان اُردو سے دلچسپی رکھنے والوں کے مطالعہ کے لائق ہے۔ اب معیاری اُردو اور بیسک اُردو کے نمونے ملاحظہ فرمائیے۔ سر عبدالقادر کے مضمون جاری اسپرانٹو میں سے انتخاب کیا گیا ہے۔

(معیاری) یورپ میں آج کل ایک نئی زبان بہت پھیل رہی ہے جسے اسپرانٹو کہتے ہیں ہمارے خیال میں یہ دنیا میں پہلی بنائی ہوئی زبان ہے جو چلتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اگر زبانوں کی اصل کو دیکھیں تو سب زبانیں تھوڑی بہت بنائی ہوئی ہیں ان کی شروع کی حالت میں کچھ آدمیوں نے یہ ضرور سمجھا ہوگا کہ زبان اور خوشی کی ایسی ایسی حرکتوں سے یہ مطلب لیا جائے مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ کسی زبان کس وقت اس کی یہ حالت تھی بلکہ عام طریقہ پر ہر قوم کی زبان اس قوم کی زندگی کے ساتھ ہی بڑھتی معلوم ہوتی ہے۔

(اصل) "یورپ میں آج کل ایک نئی زبان کا بہت چرچا ہے جسے اسپرانٹو کہتے ہیں۔ شاید دنیا میں یہ پہلی مصنوعی زبان ہے جو کامیاب ہوتی نظر آتی ہے۔ گو زبان کی جڑ کو دیکھیں تو سب زبانیں کم و بیش مصنوعی ہیں ان کی ابتدائی حالت میں چند انسانوں نے ضرور یہ قرار دیا ہوگا کہ زبان و لب کی فلاں حرکات سے فلاں معنی لئے جائیں مگر یہ پتہ نہیں چل سکتا کہ کسی زبان کس زمانے میں اس حالت ابتدائی میں تھی بلکہ عام طور پر ہر قوم کی زبان اس قوم کی زندگی کے ساتھ وابستہ معلوم ہوتی ہے۔"

فرمائیے آپ کو کس طرز تحریر پسند آئی پہلی یا دوسری۔ میں نے یہ سوال اس سے پہلے بھی کیا ہے اور اکثر مجھے یہ جواب ملا کہ پہلی حالانکہ وہ آسان یا بیسک اُردو میں ہے اور دوسری اصل ہے جو سر عبدالقادر کے قلم کی ہے۔

اطلاع عام حاضری مدعی علیہ بغرض قرارداد امور تنقیح طلب مرتبہ عدالت ضلع ورنگل

نمبر مقدمہ ۱۳۶ / ۱/۱۵۱ ۱۳۵۱ف

مادل ریڈی گار ریڈی بنام جناردھن ریڈی ماہی زمیندار ریڈی

بنام (۱) جناردھن ریڈی ماہی زمیندار ریڈی ولد وینکٹ نرسیا ریڈی قوم ریڈی عمر ۴۰ سال پیشہ زمینداری ساکن کرکنڈہ تعلقہ محبوب آباد

(۲) جناردھن ریڈی پرتاپ ریڈی ولد وینکٹ نرسیا ریڈی قوم ریڈی عمر ۳۰ سال پیشہ زمینداری ساکن کرکنڈہ تعلقہ محبوب آباد

دعویٰ :- زر نقد

واضح ہو کہ مدعی نے تمہارے نام ایک دعویٰ بابتہ زر نقد کا دائر کیا ہے جس کی جواب دہی کے لئے تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن اجرا ہوئے لیکن تمہاری عدم موجودگی کے باعث ہر مرتبہ تمہارے مکان مسکونہ پر چسپاں کئے گئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم عمداً تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہو۔ لہذا حسب استدعا مدعی تمہارے نام اخبار میں اشتہار شائع کیا جاکر اعلان کیا جاتا ہے کہ تم جانکاری بتاریخ ۲۶ آذر ۱۳۵۲ف بوقت ۱۱ بجے دن بحالت اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر مقدمہ کی پیروی کرو ورنہ بصورت غیر حاضری مقدمہ کا یکطرفہ تصفیہ کیا جائے گا اور بعد کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔ فقط دستخط حاکم مہر عدالت

پبلک کارکنوں کے مشاغل

مہاراشٹرا کانفرنس کی مجلس قائمہ کا ایک جلسہ ۲۳ آذر کو لاتور میں بہ صدارت مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیہ منعقد ہوگا۔ اس جلسہ میں دیگر امور کے علاوہ مہاراشٹری نظر بندوں کی رہائی کے لئے حکومت سے گفت و شنید کے مسئلہ پر بھی غور کیا جائے گا۔

مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیہ اور مسٹر ڈگمبر راؤ بندو معتمد مہاراشٹرا کانفرنس لاتور روانہ ہوئے۔

معتمد ہندوستانی پرچار سبھا اس ادارہ کے مقاصد کی نشر و اشاعت کے لئے مرہٹواڑی کے دورہ پر روانہ ہوئے۔

مہاراشٹر پست اقوام کانگریس کا ایک جلسہ عام زیر صدارت مسٹر ناگپے بمقام جنبی پور ۱۳ آذر کو منعقد ہوا جس میں مقررین نے پست اقوام کو تخریبی اعمال سے محترز رہنے اور امن پسند طریقے سے ان کا تدارک کرنے کی تلقین کی۔

مسٹر شیام سندر معتمد انجمن پست اقوام کانگریس کا دورہ کرنے کے بعد کمپانی، ہنمکنڈہ، جنگوں، اور دوبارہ کا بھی دورہ کریں گے۔

مسٹر جناردھن راؤ دیسائی صدر کرناٹک کانفرنس شاخ گلبرگہ اور دیگر احباب کے دستخط سے گلبرگہ میں ایک درخواست تقسیم کی گئی جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ حکومت کو فوراً وصولی مالگزاری کو ملتوی کرکے کاشتکاروں کو امدادی تقاوی منظور کرنے جس سے کاشتکاروں، جلاہوں، مزدوروں اور گلبرگہ کے بیروزگاروں کی امداد ہو۔ پبلک سے یہ خواہش کی گئی ہے کہ وہ اپنی شکایات حکومت کے آگے پیش کرے اور ایسے قوانین کی منسوخی کا مطالبہ کرے جو ان کی ترقی میں حائل ہیں۔

مجلس اتحاد المسلمین کے جلسہ عمومی میں اعلان کیا گیا کہ آئندہ سال صدارت کے لئے نواب بہادر یار جنگ بہادر کا انتخاب عمل میں آیا۔ مجلس نے طے کیا ہے کہ اگر آئینی اصلاحات کی کمیٹیوں میں مجلس اتحاد المسلمین کے ارکان کے علاوہ دوسرے مسلمانوں کو نامزد کیا گیا تو مجلس حکومت سے اشتراک عمل نہیں کرے گی۔ ایک قرارداد میں حکومت کے ان احکام کا خیر مقدم کیا گیا جن میں دفتری کارروائیوں میں اُردو کے استعمال کی تاکید کی گئی۔ ایک دوسری قرارداد میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ مدارس سرکاری کی ادنیٰ جماعتوں میں اُردو کو ذریعہ تعلیم قرار دیا جائے۔ تیسری قرارداد میں حکومت پر واضح کیا گیا ہے کہ مجلس اس خبر پر تشویش کی نظر سے دیکھتی ہے کہ جامعہ عثمانیہ میں شعبہ تاریخ میں حکومت کے سلسلہ میں تاریخ اسلام کی اہمیت کو گھٹایا جارہا ہے۔

ہندوستان کا سیاسی تعطل

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱)

"یہ یقین نہیں کرتا کہ سارے مسلمان پاکستان چاہتے ہیں بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو نظری اور عملی اعتبار سے اس کے خلاف ہیں۔ تاہم یہ کہنا صحیح ہے کہ مسلمانوں کی بڑی ہوئی تعداد مسلم لیگ کی تائید میں ہے۔ اس لئے پاکستان سے اختلاف رکھنے والوں کے لئے جوابی پروپگنڈا کرنا کوئی آسان کام نہیں۔

اگرچہ مسلم رائے عامہ کے ایک بڑے طبقہ کے نزدیک پاکستان ایک مسلک ہے لیکن میرے خیال میں یہ ایک علامت ہے اس مرض کی جو اس شبہ سے پیدا ہوا ہے کہ سارے ملک کے لئے ایک وحدانی طرز حکومت کا قیام مسلمانوں پر ہمیشہ کے لئے ہندوؤں کا تسلط قائم کر دے گا۔ لازم یہ ہے کہ خواہ ہندو ہو یا مسلمان ہر شخص کی علامات سے اُلجھنے کے بجائے مرض کے حقیقی اسباب کو رفع کریں۔"

ایک مثبت حل

مسلمان جن کے دل میں ابھی شبہات ہیں پاکستان کو ترک کرنے آمادہ نہ ہوں گے تاوقتیکہ کوئی متبادل اسکیم ایسی پیش نہ کی جائے جو ان کی کامل ترقی کی ضامن ہو۔ ہندوستان کے تاریخی اتحاد کو برقرار رکھتے ملک کو سیاسی اور معاشی اعتبار سے ترقی کے راستہ پر لگانے، مابعد جنگ تعمیر جدید سے نپٹنے کے لئے ایک متحدہ قوم تشکیل دینے کے لئے اور دول محور کے اقدام کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مسلمانوں کو کوئی ایسی چیز دی جائے جو ان کو پاکستان ترک کرنے پر آمادہ کر سکے۔

اس سلسلہ میں کانگریس کی آخری قرارداد ایک اچھا اقدام ہے جس میں اختیارات کا ایک بڑا حصہ اور باقی اختیارات صوبوں کے تفویض کرنے کا تصفیہ کیا گیا ہے۔ پھر بھی مرکز کا مسئلہ باقی رہ جاتا ہے۔ اگر قومی اتحاد اور سیاسی استحکام کو برقرار رکھنا ہے مسلمانوں کے شبہات کو دور کرنا ضروری ہے۔ یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ ملک کی اہم سیاسی جماعتیں اس امر پر متفق ہو جائیں کہ مرکزی اقتدار میں چند سال تک ہندو اور مسلمان مساوی طور پر شریک رہیں۔

آئندہ مرکزی حکومت کو جو اختیارات حاصل ہوں گے ان کی تقسیم اس طرح کی جا سکتی ہے ———— فوج، امور خارجہ، ریلوے، تار، ٹیلیگرافات، نقل و حمل، [illegible] اور کروڑگیری۔ کیوں نہ پہلے ہی سے یہ تصفیہ کر لیا جائے کہ ایک مقررہ مدت کے لئے (مثلاً ۲ سال کے لئے) ان محکموں اور وزارت کو دونوں فرقوں کے نمائندوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

اس میں شک نہیں کہ اس اسکیم پر بہت سے اعتراضات وارد ہوں گے۔ مثلاً دوسری اقلیتیں یہ معلوم کرنا چاہیں گی کہ ان کا موقف کیا ہے؟ اعتراضات چاہے کچھ ہوں غور طلب امر یہ ہے کہ کیا تدبر کا یہ تقاضا نہیں کہ اگر ملک کا وسیع تر مفاد یعنی سیاسی اتحاد اور قومی استحکام برقرار رہتا ہے تو چھوٹے نقائص برداشت کر لئے جائیں؟

دیکھنا یہ ہے کہ اس اسکیم کو کس حد تک تائید حاصل ہوتی ہے۔ (نامہ نگار ٹائمز آف انڈیا)

نمائش مصنوعات مملکت آصفیہ

ف۔ نمائش مصنوعات مملکت آصفیہ میں ملک کی صنعتی ترقی کے لئے نہ صرف ایسی اشیاء پیش ہوں گی جو اہل ملک کی بنائی ہوئی ہوں بلکہ ملک کے سامان خام سے ہر قسم کی مصنوعات تیار کرنے کے عملی مظاہروں کا بھی انتظام ہوگا۔

ف۔ نمائش کے دوران میں معاشی کمیٹی کی طرف سے پانچویں معاشی کانفرنس، سررشتہ زراعت کی جانب سے نمائش باغبانی و مرغبانی اور عثمانیہ بلدی جماعت کی امداد سے نمائش اطفال اور ریاستی ڈیری کے مظاہرہ کا انعقاد بھی ہوگا۔

ف۔ ان ضمنی امور کے سوا نمائش کے مستقل پانچ حصے ہوں گے۔

(۱) تیار مصنوعات۔ ایسے صناع جو علیحدہ اسٹال قائم نہ کر سکتے ہوں یا ایسی دستکار خواتین جن کے لئے یہ ممکن نہ ہو مرکز مصنوعات ملکی کے اسٹال میں مقررہ فیس داخلہ کی ادائی پر قواعد منظورہ کے تحت اپنے اپنے اشیاء کی نمائش اور فروخت کا انتظام کر سکتے ہیں۔

(۲) سرکاری محکموں کی افادیت اور ترقیات۔

(۳) غیر سرکاری رفاہی اداروں کے مقاصد و اغراض کی تبلیغ و تشہیر۔

(۴) مظاہرات۔

(۵) معصوم و دلکش تفریحات۔

ف۔ تمام اسٹال کی درخواست منسلکہ فارم پر دو روپے فیس شرکت کے ساتھ ۲۰ مردی ۱۳۵۲ف تک دفتر مجلس نمائش میں وصول ہو جانا چاہئے۔ کرایہ اور دیگر تفصیلات کے لئے پیش نامہ نمائش ملاحظہ کیا جائے۔

ف۔ اضلاع اور بیرون کے صناعوں کو اسٹال کا ایک تہائی کرایہ معاف رہے گا۔ مصنوعات کی تیاری کے مظاہرات کے لئے اسٹال بلا کرایہ دیا جائے گا۔ آمد و رفت اور سامان کے لانے اور لے جانے میں سررشتہ ریلوے سے رعایتیں متوقع ہیں۔

ف۔ احاطہ نمائش کی آرائش اور سجاوٹ نیز رات میں روشنی کے لئے مجلس نمائش سال حال بھی اپنے موازنہ میں کافی رقم محفوظ کر رہی ہے۔ ہر اسٹال کو ایک برقی گولہ بلا معاوضہ دیا جائے گا۔ مزید روشنی کے لئے بھی مجلس نمائش اخراجات کی ادائی پر انتظام کر سکے گی۔ اسٹال پر کام کرنے والوں کے لئے احاطہ نمائش میں داخلہ کے نامے بلا قیمت دئے جائیں گے نیز رعایتی شرح پر ماہواری ٹکٹ بھی جاری ہوں گے۔ کارکنان اسٹال کی سیکلوں کی رکھوائی کا انتظام بھی ہوگا۔

ف۔ مالکان اسٹال احاطہ نمائش میں اپنی مصنوعات کی تشہیر کے لئے اشتہارات نصب کر سکیں گے اور تقسیم بھی کرا سکتے ہیں۔ تصویرکشی اور چھپائی کر کے مصنوعات کی فروخت کی اجازت بھی مل سکے گی۔ آلۂ مکبر الصوت کے ذریعہ بھی تشہیر ہو سکے گی۔ اس غرض سے ایک رہبر نمائش طبع ہوگی اور اخبار نمائش بھی شائع ہوگا۔

ف۔ اضلاع اور باہر سے آنے والوں کے لئے صلح سرائے جو حیدرآباد کی بڑی پٹری کے ریلوے اسٹیشن نامپلی سے بالکل متصل ہے اور نمائش گاہ سے دو فرلانگ دور ہے جگہ محفوظ ہو سکے گی۔ یہاں بجانب سررشتہ [illegible] ہر درجہ کے قیام و طعام کی بہت اچھی سہولتیں حاصل ہیں۔ پیشگی اطلاع دینے پر نیز اخراجات کی ادائی پر فرنیچر کی فراہمی کی کوشش کی جائے گی۔

وقت۔ نمائش منظورہ قواعد کے تحت صبح میں (۹) بجے سے (۱۲) بجے تک اور شام میں (۴) بجے سے (۱۰) بجے تک کھلی رہے گی۔ صبح میں ایک آنہ کا ٹکٹ رہے گا تاکہ اطمینان سے لوگ خریدی کے لئے آ سکیں اور شام میں دو آنے کے ٹکٹ سے داخلہ ہوگا۔ طلباء کے لئے رعایتی ٹکٹ بھی جاری ہوں گے۔

ف۔ مجلس نمائش کثیر ترین تعداد میں عوام، صناع اور تجار کے نمائش کو معائنہ کرنے کے لئے ہر قسم کا انتظام کرے گی۔ کیونکہ انہی کی دلچسپی سے نمائش میں شرکت کرنے والے صناعوں کی ہمت افزائی ہوتی ہے اور کاروبار کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ پردے کے انتظامات کے ساتھ خواتین کے معائنہ کے لئے بھی متعدد دن رکھے جائیں گے۔

ف۔ مجلس نہ صرف اپنی جانب سے بلکہ حکومت سرکار عالی نیز امراء و عمائدین ملک کی جانب سے نمائش کے بہترین مصنوعات اور ان کی سجاوٹ کی بابت اسناد، نقد رقم اور تمغہ تقسیم کرے گی۔ بہترین مظاہرات اور ایجادات کے لئے بھی اسی طرح کے انعامات دئے جائیں گے۔ اس کے سوا جلالۃ الملک حضرت اقدس و اعلیٰ [illegible] عالی کی بارگاہ سے جو پیام شاہانہ رونق افروزی شاہانہ کے بعد صادر ہوتا ہے اس کا عکس جناب عالی ہر شریک نمائش کو عطا ہوگا۔

ف۔ مصنوعات کی زیادہ سے زیادہ فروخت پر مجلس نمائش پوری طرح متوجہ رہے گی کیونکہ یہی اس کا بنیادی مقصد ہے۔

ف۔ ایسے صناعوں کی رقمی اعانت بھی کی جائے گی جو مجلس کی رائے میں خصوصی امداد کے مستحق ہوں۔

تفصیلی قواعد اور مزید اطلاعات کے لئے پیش نامہ نمائش بلا قیمت طلب کیا جا سکتا ہے۔ فقط

شرف الدین
اعزازی معتمد

اطلاع عام

دہلی دواخانہ نے سوا سال کی قلیل مدت میں پبلک کی جو خدمات تیس روز قریبی اور کامل دلچسپی سے انجام دئے ہیں وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں ہیں۔ تاہم اس پورے عرصہ خدمت میں یہ عہد دواخانہ کے پیش نظر رہا کہ اس کے واسطے کسی ایسے طبیب کی خدمات حاصل کی جائیں جو ہر حیثیت سے اس کے شایان شان ہو۔ چنانچہ مسلسل کاوش و جستجو کے بعد دواخانہ کو اس میں حسب دلخواہ کامیابی حاصل ہو چکی ہے اور ہم نہایت مسرت کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ ہم شوال سنہ رواں سے مولانا حکیم محسن رضا صاحب ابن مولانا حکیم احمد رضا صاحب افسر الاطبا ریاست رامپور برادر شفاء الملک علامہ حکیم عبد الحمید لکھنوی صاحب مرحوم دواخانہ ہذا میں ۸ بجے صبح سے ۱۰ بجے شام تک مطب فرماتے ہیں۔ اور آپ کی ہمہ جہتی نگرانی کی تحقیق و طبائی تجربات طبی اور خاندانی ادویہ سے پبلک کو استفادہ کا موقع رہے گا۔ اطلاع عام بہ یاران نکتہ دان کے لئے۔

دواخانہ گرم جاہی روڈ۔ روبرو دفتر صدر محاسبات
سو ہیک متصل جاہی مارکٹ حیدرآباد دکن

منیجر دہلی دواخانہ

احمدیہ پریس چارمینار میں طبع ہوکر باہتمام سید حسن اعتمانیہ از دفتر حکمت سابقہ ترتیب شائع ہوا